جلسہ سالانہ کے مہمانوں کی خلوص نیت سے خدمت کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ نومبر ۱۹۸۰ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

سورۃ الحجرات میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا (الحجرات:۱۵) کہ بعض ایسے مسلمان ہیں جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن ان کے دل ایمان سے خالی ہیں، اس لئے انہیں ایمان کا دعویٰ نہیں کرنا چاہیئے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں یہ اجازت ہے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہہ لیا کریں اگر چاہیں۔

سوال پیدا ہوتا تھا کہ وہ مومن کون سے ہیں اور ان کی بنیادی علامات کیا ہیں کہ جن کے دل اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایمان سے خالی نہیں بلکہ ایمان سے بھرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اسی سورۃ کی اگلی آیت جو ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ وہ کون سے مومن ہیں جن کے دل اس کے نزدیک ایمان سے پر ہوتے ہیں۔ فرمایا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ (الحجرات:۱۶) مومن وہ ہوتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں یعنی وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور پھر اس کے بعد کسی قسم کے شک اور شبہ میں مبتلا نہیں ہوتے اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے

ذریعہ سے اللہ کے رستہ میں جہاد کرتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے دعویٰ ایمان میں خدا تعالیٰ کی نگاہ میں سچے ہیں اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ۔ یہاں سچے اور حقیقی مومنوں کی دو بنیادی صفات بیان کی گئی ہیں۔

ایک علامت تو یہ ہے کہ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا کسی شک اور شبہ میں نہیں رہتے۔ کس چیز کے متعلق شک اور شبہ؟ اللہ تعالیٰ نے جو یہ عظیم کتاب اتاری ایک عظیم رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، تو اس میں اصولی طور پر ہمیں دو چیزیں نظر آتی ہیں۔ ایک بیان ہے اللہ اور اس کی صفات کے متعلق اور ایک بیان ہے انسان کے نفس اور انسان کی جو روحانی ترقیات کے لئے ضروری چیزیں تھیں یا ضروری اعمال تھے ان کے متعلق، جن وقتوں پہ وہ اعمالِ صالحہ بن جاتے ہیں ان کے متعلق بڑی تفصیل سے بیان کیا۔ اسے اور اس کا دوسرا حصہ یہ تھا کہ اگر اعمالِ صالحہ بجالاؤ گے اور تمہارے اعمال مقبول ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اسی دنیا میں تمہارے لئے روحانی جنتوں کا انتظام کرے گا اور تم خوف و خطر سے آزاد ہو کر خدا تعالیٰ کی راہ میں اس کی رضا کے حصول کے لئے آگے ہی آگے بڑھتے چلے جاؤ گے۔ اللہ پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہوئے بھی شکوک اور شبہات ہو جاتے ہیں۔ مثلاً اس کو قادرِ مطلق بھی سمجھنا اور اس کے علاوہ کسی اور کو اپنی تکلیفوں کو دور کرنے کا یا اپنی خواہشات کو پورا کرنے کا ذریعہ بھی بنانا۔

اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَھُمْ مُّشْرِکُوْنَ (یوسف: ۱۰۷) ایمان بھی ہے اور شرک بھی ہے ایک ہی ساتھ۔ شک میں پڑ گئے نا کہ محض توکل کافی نہیں، توکل باللہ کافی نہیں قبر پہ بھی سجدہ کر لینا چاہیئے، ناجائز پیسے دے کر بھی اپنا کام بنوا لینا چاہیئے، جھوٹ بول کر اپنی حفاظت کا ذریعہ ڈھونڈنا چاہیئے وغیرہ وغیرہ ہزار قسم کے شرک بیچ میں آجاتے ہیں۔ شرک اس وجہ سے آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر پورا توکل نہیں ہوتا۔ شبہ ہوتا ہے پتا نہیں خدا ہمیں ہمارے حق دلوا بھی سکتا ہے یا نہیں۔ میں نے پہلے بھی بتایا ایک دفعہ ایک دوست نے لکھا کہ اس کے ایک عزیز پر قتل کا مقدمہ ہو گیا ہے۔ قتل ہوا تھا کوئی، قاتلوں کے نام بھی بیچ میں آئے کئی معصوموں کے نام بھی آجاتے ہیں، غلط فہمیاں بھی ہو جاتی ہیں پیدا۔ لکھا کہ میرا عزیز جو ہے وہ بالکل بے گناہ ہے لیکن قتل کے مقدمے میں ملوث ہو گیا ہے اور سیشن جج نے پھانسی،

پنجاب کے ہائی کورٹ نے پھانسی، سپریم کورٹ نے پھانسی سنا دی۔ گورنر نے ہماری اپیل رد کر دی اور اب ہم پریذیڈنٹ صاحب کے پاس اپیل کر رہے ہیں اور وکلا کہتے ہیں کہ آج تک تاریخ میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا کہ ان حالات میں صدرِ مملکت اس قسم کی اپیل کو منظور کر لے۔ اتنا بھیانک انہوں نے نقشہ کھینچا ہوتا تھا اپنے خلاف کہ میرے دماغ میں پہلا خیال جو آیا وہ غلط تھا۔ دماغ میں یہ فقرہ بنا کہ ان حالات میں پھر جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اس کی رضا پہ راضی رہو۔ تو اس وقت مجھے خدا کے فرشتے نے جھنجھوڑا کہ اپنے ایک احمدی کو تم اس وقت یہ سبق دینا چاہتے ہو کہ اس کی زندگی میں ایک ایسا وقت بھی آ سکتا ہے جب خدا تعالیٰ بھی اس کی مدد نہیں کر سکتا۔ خیر میں کانپ اٹھا بڑی استغفار کی اور ان کو میں نے یہ لکھا کہ دعائیں کرو میں بھی دعا کروں گا۔ خدا تعالیٰ کے سامنے تو کوئی چیز انہونی نہیں ہے۔ جو وہ چاہتا ہے کرتا ہے۔ میرا خط چلا گیا۔ کوئی دس پندرہ دن کے بعد ان کا خط آیا کہ وہ چُھٹ کے ہمارے گھر آ گیا ہے۔ تو قرآن کریم نے تو اعلان کیا تھا۔ وَمَنۡ يَّتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ (الطلاق:۴)

ایک اور دوست ہیں اچھے بڑے زمیندار وہ اسی طرح کسی کیس میں ملوث ہوئے۔ ان کا پرچے میں نام آ گیا۔ ان کے گھر سے بڑی فکر مند اُن کی اہلیہ صاحبہ آئیں اور بار بار کہیں دعا کریں ضمانت پہ رہا ہو کے گھر آ جائیں۔ بہت پیچھے پڑی رہیں۔ میں نے کہا دعا کریں گے۔ میں نے دعا کی تو مجھے بتایا گیا کہ ضمانت پر رہا ہو کے گھر نہیں آئیں گے بری ہو کے آ جائیں گے۔ دوسری دفعہ آئیں تو میں نے انہیں کہا ضمانت کی ساری کوششیں چھوڑ دو پندرہ دن مہینہ ڈیڑھ مہینہ لگ جائے ضمانت پہ یہ شخص رہا نہیں ہوگا بری ہوگا اور انہوں نے میرے کہنے کے باوجود بڑی کوششیں کیں ادھر ادھر سے۔ ساری کوششیں ناکام۔ ضمانت پہ رہا نہیں ہوئے بری ہو کے آ گئے گھر میں۔

تو خدا تعالیٰ جو ہر قسم کی طاقتیں رکھنے والا ہے جو تدبیر اس نے بتائی ہے جو جائز طریقہ ہے کام کا اس سے نہیں روکتا وہ لیکن خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر ناجائز طریقوں کی طرف رجوع کرنا یہ شرک ہے۔ ایمان باللہ بھی ہے اور مشرک بھی ہے۔ قرآن کریم نے اعلان کیا ہے وَمَا يُؤۡمِنُ اَكۡثَرُهُمۡ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمۡ مُّشۡرِكُوۡنَ (یوسف:۱۰۷) تو خدا تعالیٰ کی ذات اور اس کی

صفات کے متعلق دل میں کوئی شبہ نہ رہے۔ایک اس قدر کامل ذات اور صفاتِ حسنہ سے متصف ذات کہ انسانی دماغ تو اس کی، محاورہ ہے ہمارا، گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔اتنی قدرتوں کا مالک ہے اس کو خوش رکھو۔اس زندگی میں آزمائشیں بھی ہیں دکھ بھی ہیں۔قانون دوسرا بھی چل رہا ہے مگر ہر دکھ کو وہ آرام میں تبدیل کر دیتا ہے۔اب ۱۹۷۴ء میں بڑا دکھ پہنچا جماعت کو کوئی شک نہیں۔ میں نے کہا تھا ہنستے رہو اس لئے کہ ہماری ہنسی کا سرچشمہ یہ بشارت ہے کہ یہ زمانہ غلبۂ اسلام کا زمانہ ہے۔اس سے بڑی اور کیا خوشخبری ہمیں مل سکتی ہے اور جماعت نے ہنستے ہوئے مسکراتے ہوئے وہ زمانہ گزار دیا اور ہر لحاظ سے اس قدر ترقی کی ہے کہ دنیوی لحاظ سے دنیا دار نگاہ دیکھتی اور حیران ہوتی ہے۔

پھر لوگ ایک اللہ پر ایمان لاتے ہیں۔خدا نے قرآن کریم میں کہا کہ اس زندگی کے بعد دوسری زندگی ہے اور اس کے متعلق شبہے میں پڑ جاتے ہیں۔کئی ہیں جو کہتے ہیں، ایتھے جنے مزے اڑانے نے اڑا لو پتا نئیں اگے ملنا اے یا نئیں ملنا۔اگر شبہے میں ہو تو پھر خیر نہیں ملے گی آگے جا کے کیونکہ ایمان کی شرط یہ ہے کہ ہر قسم کے شبہے سے پاک ہو وہ ایمان اور اگر سوچیں تو یہ دو چار باتیں میں نے لی ہیں اور بھی بہت ساری باتیں ہیں۔بنیادی چیز یہ ہے کہ جو عالم الغیب خدا ہے خدا ہی عالم الغیب ہے نا، ہم تو نہیں غیب کی باتیں جاننے والے، وہ مستقبل کے متعلق بھی ہیں اور وہ حال کے متعلق بھی ہیں غیب کی باتیں۔مستقبل کے متعلق جو باتیں ہیں ان میں اخروی زندگی بھی ہے۔اس میں اس صدی میں غلبۂ اسلام بھی ہے۔اس میں انسان کے لئے یہ بشارت بھی ہے کہ جو ایک دوسرے کو خدا تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے اس کے غضب کے نیچے آ کر ہلاک نہیں کر لیں گے وہ سارے کے سارے جو ہیں وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گے اور امن اور سکون اور بشاشت اور خوشحالی کی زندگی گزارنے لگیں گے۔ یہ مستقبل کی بات ہے۔مجھے کئی جگہ کہنا پڑا یورپ کے لوگوں کو کہ تم سمجھو گے میں کوئی پاگل آ گیا ہوں جو تمہارے سامنے ایسی باتیں کرتا ہوں مگر یہ یاد رکھو، لکھ چھوڑو تم تمہارے سامنے نہیں تو تمہارے بچے گواہی دیں گے کہ جو میں کہہ رہا ہوں وہ سچی بات کہہ رہا ہوں۔قرآن کریم میں اتنی زبردست پیشگوئیاں ہر زمانے کے لئے ہیں، ہاں یہ غیب جو ہے وہ حال کا ہے۔اس طرح

کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سینکڑوں میل دور نقشہ خدا نے دکھا دیا ان کو جنگ کا اور وہاں سے انہوں نے آواز دی سالار کو کہ یہ اس طرح تبدیلی کروا پنی صفوں میں ورنہ خطرہ ہے اور کئی سو میل پر اس سردار نے حضرت عمرؓ کی آواز سنی اور وہ تبدیلی کی اور وہ جنگ جس کے متعلق خیال تھا کہ کہیں ہار نہ جائیں وہ شکست سے فتح میں تبدیل ہوگئی۔ یہ حال کا غیب تھا نا۔ کئی سو میل کے اوپر وہ نقشہ دکھا دیا۔ تو غیب صرف مستقبل کا نہیں بلکہ حال کا غیب بھی ہے۔

پھر اتنی بشارتیں جو دی گئی ہیں ان میں شک کرنے لگ جاتے ہیں۔ یہ جو ہم مثلاً جماعت احمدیہ ہے ہمارا یہ ایمان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت محمدیہ کے لئے جو عظیم بشارتیں دیں کہ ایک روحانی فرزند اور آپ کا نائب پیدا ہوگا جس کے ذریعے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں اسلام کو غالب کیا جائے گا اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ ہم ان کی جماعت میں ہیں دنیا نہیں ابھی سمجھتی۔ ان کا نہیں ایمان لیکن ہمارا تو ہے نا۔

تو یہ دعویٰ کہ ہمارا ایمان بھی ہے اور ہمیں شک بھی ہے کہ پتا نہیں ایسا ہوتا بھی ہے یا نہیں۔ کیسے نہیں ہوگا۔ جب خدا تعالیٰ نے یہ کہا اللہ پر ایمان، رسول پر ایمان، اللہ کی ذات وصفات اور جو جلوے اس کے ظاہر ہونے ہیں ان کے اوپر ایمان بغیر شک اور شبہ کے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے نوع انسانی کی بہبود کی خاطر ان کے اعمال میں صلاح اور نیکی اور تقویٰ پیدا کیا گیا ہے ان کے اوپر ایمان، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل کئے بغیر آپ کے نقشِ قدم پر چلے بغیر تقویٰ کی کوئی راہ نہیں ہے۔ وہ ہے ایک راہ اور وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (الحج:۳۸) خدا تعالیٰ کو تو تقویٰ پسند ہے پھر انعام اس سے حاصل کرلو۔

تو بہت ساری ہیں چیزیں لیکن اصل یہ ہے کہ اللہ کی ذات اور صفات کا جو بیان ہمارے لئے وہ غیب ہے۔ خدا ہمیں نظر نہیں آتا اس کی صفات کے جلوے بعض کو نظر آتے ہیں بعض وہ بھی نہیں پہچانتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کو، آپ کی رفعتوں کو، آپ کی بزرگی کو، آپ کے حسن کو اور نور کو کون پہچانتا ہے یعنی ساری دنیا تو نہیں اس وقت پہچان رہی۔ جو غیر مسلم یورپ وغیرہ کے نہیں پہچان رہے تو ہمیں بتایا گیا ہے کہ پہچاننے لگیں گے وہ۔ تو یہ زمانہ بھی اب

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ شروع ہوگیا۔ یہ ایک تو ہے کہ غیب کوئی نہیں، کوئی شک نہیں جو کہا گیا وہ پورا ہوگا۔ جس طرح خدا کی وحدانیت کو اور اس کی قدرتوں کو، اس کے غلبہ کو، اس کی عزتوں کے سرچشمہ اور منبع کو انسان کے لئے، قرآن کریم نے کہا اگر تم عزت چاہتے ہو فطرتِ انسانی میں ہے معزز بننا، قرآن کریم نے اس کو تسلیم کیا اگر عزت چاہتے ہو تو یاد رکھو کہ حقیقی عزتیں خدا تعالیٰ سے ملا کرتی ہیں۔ دنیا والے جو ہیں وہ عزتیں نہیں دیا کرتے۔ کبھی دیتے ہیں ایک دن اگلے دن چھین لیتے ہیں مگر وفادار اگر ہے کوئی ہستی انسان کے لئے تو وہ اللہ کی ذات ہے۔

دوسری صفت سچے ایمان کی بتائی گئی ہے جہاد۔ جہاد اپنے صحیح، سچے اور وسیع معنی میں بہت سے پہلو رکھتا ہے لیکن اصل جہاد یہ ہے کہ ایک مقصودِ زندگی ہے ہمارا اور وہ ہے خدا کو پالینا اور اس کی رحمت کے سایہ تلے اپنی زندگی گزارنا، اس کا ہوجانا، اس کے دامن کو پکڑنا اس مضبوطی کے ساتھ کہ کوئی دنیوی طاقت اس دامن کو ہمارے ہاتھ سے چھڑا نہ سکے۔ تو وصلِ الٰہی، رضائے الٰہی اس کا عبد بن جانا یہ ہماری زندگی کا مقصد ہے اور جہاد کہتے ہیں اس مقصد کے حصول کے لئے کوشش اور سعی کرنا، اپنا سارا زور لگا دینا کہ ہمیں یہ مقصد حاصل ہوجائے۔ خدا کہتا ہے کبھی اپنے اموال دو میری راہ میں۔ اموال دے دو اسی نے دیئے تھے وہ رکھتا بھی نہیں کئی دفعہ میں پہلے کہہ چکا ہوں خدا کہتا ہے کہ کبھی میں کہتا ہوں اپنی طاقتیں جو ہیں وہ میری راہ میں خرچ کردو، کبھی میں کہتا ہوں اپنی جان جو ہے وہ میری راہ میں خرچ کردو۔ کبھی میں کہتا ہوں اپنی عقل اور فراست کو، فراست کی نشوونما کو اس کی انتہا تک پہنچاؤ اور پھر میرے قدموں میں لا کے ڈال دو۔ تو مالوں اور جانوں اور نفسوں کو مع ان کی تمام طاقتوں کے خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا نام جہاد ہے اور جہاد کا یہ بھی ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ بہت وسعتیں ہیں یعنی انسان کا اپنا کچھ نہ رہے سب کچھ خدا کا ہوجائے۔

اس زمانہ میں ایک منظّم جدوجہد غلبۂ اسلام کی شروع ہے۔ غلبۂ اسلام کی اس جدوجہد کی بنیاد ہے تربیتِ جماعت یعنی جماعت میں جو داخل ہوتے ہیں نئے احمدی ان کی، جو پرانے ہیں ان کو تربیت کے جس مقام پہ وہ پہنچے ہیں اس پر قائم رکھنا، کوشش کرنا کہ وہ اَور رفعتوں کو حاصل کریں۔ بچے پیدا ہوتے ہیں، بچپن سے ہی ہم کہتے ہیں ان کی تربیت کرو۔ حضرت مسیح موعود

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان ساری چیزوں پر بڑا زور دیا اور لنگر پر یعنی مہمان یہاں آئیں اور مرکز میں خدا اور رسول کی باتیں سنیں اور مرکز میں آ کر جو ایک سال کے زمانہ میں خدا تعالیٰ کی نعمتیں جماعت نے حاصل کیں، جو اس کی معجزانہ فتوحات، ڈنڈے اور تلوار کے ساتھ یا رائفل اور ایٹم بم کے ساتھ نہیں بلکہ جو پیار سے دل جیتے گئے، جو مساجد بنائی گئیں، جو بنی نوع انسان کو خدا تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لانے کے لئے ان کی اپنی زبانوں میں تراجم کر کے قرآن کریم کا نور اور حسن پیش کرنے کی کوشش کی گئی، وہ باتیں سننے کے لئے یہ جلسہ ہے۔ دعائیں ہوتی ہیں ایک اس کی اپنی فضا ہے، ذکر الٰہی ہے، اطمینان قلب ہے
اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد:۲۹)

جلسہ سالانہ کی افادیت بہت زیادہ ہے اور اسی وجہ سے یہ لنگر کا ہی حصہ ہے نا ایک خاص وقت میں سال میں جلسہ سالانہ کا روپ دھار لیتا ہے اور جب سے لنگر کی طرف جماعت نے توجہ دی تو مہمانوں کی کثرت آنے لگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو مہمان کا اتنا خیال رکھتے تھے کہ اگر کوئی یوپی سائیڈ (Side) کا مہمان آ جائے اور اس کو تمبا کو اور پان کھانے کی عادت ہو تو آدمی بھیجتے تھے ایک مہمان کے لئے، قادیان میں تو یہ چیزیں نہیں ملتی تھیں، جو بٹالے سے یا اس سے بھی پرے سے اگر ضرورت پڑے تو وہاں سے اس کے لئے لے کے آتا تھا کہ مہمان کو تکلیف نہ ہو۔ یہ تو ہماری ذمہ داریاں ہیں جو مرکز میں ہیں۔ جو باہر سے آنے والے ہیں ان کی ذمہ داری اپنی ہے جس کا احساس ہے انہیں۔ میں جلسہ سالانہ کا افسر بھی رہا ہوں۔ ایک بڑا ہی پیارا واقعہ میرے مشاہدہ میں آیا ایک افتتاحی تقریر میں۔ کاموں میں سے وقت نکالا افسر جلسہ سالانہ تقاریرِ جلسہ کم ہی سن سکتا ہے، ذمہ داریاں دوسری ہیں اس کی۔ افتتاحی تقریر میں مَیں آیا ہوا تھا ادھر ہمارے دارالصدر میں ہی اس وقت جلسہ تھا تو غالباً سکول میں تھا ہاں یہ جو ہمارا سکول تھا نصرت گرلز ہائی سکول اس کے میدان میں۔ اس وقت تعداد کم تھی۔ میں باہر نکلا تو میں نے دیکھا کراچی کے ایک لکھ پتی، ہاتھ میں انہوں نے پکڑا ہوا اپنا سوٹ کیس اور وہ چلے آ رہے ہیں۔ تو ان کی ہیئت سے میں سمجھا کہ ان کا کوئی انتظام نہیں یہاں ابھی۔ میں نے کہا آپ نے کہیں لکھا ہمیں۔ کوئی انتظام آپ کا ہوا ہے۔ کہتے ہیں میں نے تو نہیں لکھا۔ میں نے

کہا پھر چلیں میرے ساتھ۔ میں ایک گھر میں گیا اپنے ہی دوسرے بھائیوں کے ایک گھر میں گیا۔ ایک جگہ ایک چھوٹی سی کوٹھڑی شائد ۸×۸ کی تھی وہاں گندم کی بوریاں سال کے لئے رکھی ہوئی تھیں اس میرے بھائی نے۔ تو وہ میں نے جا کے ان سے پوچھا کہ ایک مہمان کو چاہیئے اس کو میں اٹھوا کے برآمدے میں رکھوا دیتا ہوں اور وہ میں نے برآمدے میں رکھوا دیں۔ چھوٹی سی کوٹھڑی ہے ایک اور وہاں پرالی چاولوں کی یاد ب ان دنوں میں چھبنے والی ہوتی تھی میرے خیال میں وہ بچھا دی اور اتنے ممنون اور شکر گزار خدا کے کہ مجھے رہنے کی جگہ مل گئی اور وہ بعض دفعہ دو دو لاکھ روپیہ چندہ دے دیتے تھے اتنا خدا نے ان کو دیا ہوا تھا پیسہ۔ یہ باہر سے آنے والوں کی ذمہ داری ہے۔ ان کو تو میں کہوں گا اپنے مقام سے نیچے نہیں گرنا اور ربوہ والوں کو کہوں گا کہ تم نے بھی اپنے مقام سے نیچے نہیں گرنا۔ جس حد تک ممکن ہو مہمان کو سہولت پہنچاؤ۔ ان کو میں کہوں گا جس حد تک ممکن ہو اور طاقت ہو جلسہ کے لئے یہ جسمانی تکالیف جو ہیں ان کو برداشت کرو کیونکہ روحانی مائدہ ہے اصل جو یہاں بچھایا جاتا ہے اور اس کے اندر کوئی کمی نہیں آئے گی انشاء اللہ۔

تو اس جلسے پر میرا خیال یہ ہے کہ پچھلے جلسے سے کافی زیادہ مہمان آئیں گے انشاء اللہ۔ پچھلے جلسے پر ہمارا بڑا محتاط اندازہ تھا ایک لاکھ پچاس ہزار مہمان۔ تو پچھلے جلسے پر میرا تاثر یہ تھا کہ یہ جو لنگر ہیں یہ اپنی جتنی ان کی کپیسٹی (Capacity) ہے طاقت ہے لنگروں کی اس کی انتہا کو پہنچ چکے ہیں۔ اس سال ایک تو میں لمبا عرصہ باہر رہا۔ اس کے اپنے فائدے ہیں۔ اللہ نے بڑے فضل نازل کئے دورے میں۔ دوسرے یہاں کوئی ایسے حالات ہوں گے میں سمجھتا ہوں کہ دو بڑے لنگر نئے بن جانے چاہئیں تھے جو نہیں بنے اگلے سال بن جائیں گے۔ بہرحال یہ سمجھو کہ خدا تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ کتنا پیار ہم کرتے ہیں ہر قسم کے شکوک وشبہات سے بالا ہو کر خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اہل ربوہ، ایک تو جتنے زیادہ سے زیادہ کمرے دے سکتے ہو وہ جلسہ کے نظام کو دو اور اس کے علاوہ جتنے زیادہ سے زیادہ اپنے رشتے دار، عزیز، دوست یا واقف اپنے گھروں میں رکھ سکتے ہو وہ گھروں میں رکھو تا کہ ہم یہ احساس نہ ہونے دیں کسی کو کہ ہمارے لئے کوئی جگہ نہیں۔ ویسے تو اللہ فضل کرے گا نکل ہی آتی ہے جگہ اور دوسرے جو ربوہ کے

ایسے گھرانے ہیں، گھر ہیں میں یہ نہیں کہوں گا کہ جن کے پاس پیسہ ہے بڑے بڑے مکان بنا لئے ابوظہبی اور وہاں گئے بڑے پیسے کمائے مکان بن گئے۔ میں وہ نہیں کہوں گا، میں کہوں گا جن کے دلوں میں اخلاص ہے وہ میرے مخاطب ہیں۔ اس بات کے لئے تیار رہو کہ اگر ہمیں جلسہ کے لنگر کا ایک حصہ تمہارے باورچی خانے میں کھولنا پڑے تو تم جماعت احمدیہ کے نظام سے تعاون کرو گے۔

دوسرے صفائی اور ایک سادگی سے سجاوٹ جو ہے وہ ہر سال ہوتی ہے اور ہر سال یاددہانی بھی میں کراتا ہوں ثواب حاصل کرنے کے لئے۔ خدام و انصار اور لجنہ سب کو میں کہتا ہوں کہ آج کے بعد سے ربوہ کی صفائی کا خیال کرنا شروع کردو۔ لجنہ کو میں اس لئے کہتا ہو کہ میرے پاس یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ بہت سی صاف رہنے والی احمدی مستورات اپنے گھروں کی صفائی کر کے مانج کوچ کے سارا گند دروازہ کھول کے گلی میں پھینک دیتی ہیں۔ تو گھر صاف ہو جاتے ہیں اور ربوہ جو ہے گندا ہو جاتا ہے۔ اس واسطے آپ ایسا انتظام کریں، ڈیوٹی لگائے ہر ممبر لجنہ کہ اس کے گھر کا جو مرد ہے وہ جو یہ کوڑا کرکٹ اکٹھا کریں، آج کل تو یہ پلاسٹک کے بیگ بڑے سستے مل جاتے ہیں، مفت بہت سارے مل جائیں گے۔ کسی میں کھاد آ رہی ہے کسی میں کچھ دو دو پیسے کے شاید مل جائیں یا مفت مل جائیں۔ بہرحال وہ لیں اور ان کو کہیں جو جگہ ہے پھینکنے کی گند کی وہاں جا کے پھینکو۔ سارا جسم صاف کر کے ایسی بات ہے کہ اپنے ماتھے کے اوپر مل لینا گند یہ تو ٹھیک نہیں نا۔ تو دروازہ تو آپ کا ماتھا ہے اس کو صاف رکھنا یہ لجنہ کا کام ہے اور گلیوں کا کوڑا کرکٹ ہٹانا، گڑھے جو ہیں چھوٹے چھوٹے ہو جاتے ہیں بارشوں کی وجہ سے اور کئی وجوہات ہیں تو ان کو پُر کرنا، جھاڑیاں اُگ آتی ہیں غلط جگہوں پر ان کو کاٹنا۔ بعض دفعہ کانٹے والی جھاڑیاں ہوتی ہیں، میں کہتا ہوں ایک مہمان کو بھی اگر کانٹا چبھے جلسے کے ایام پر تو ہمارے لئے بڑے دکھ کا وہ باعث بنے گا اور بڑی شرم کی بات ہوگی۔ تو یہ صفائی کریں خوب۔

غریب جماعت ہیں ہم لیکن ہم سمجھتے ہیں اور خدا کرے کہ ہماری سمجھ درست ہو کہ اللہ تعالیٰ سے پیار کرنے والی ہم جماعت ہیں اور خدا کا ہر حکم خواہ وہ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (المدثر: ۵) کا ہو خواہ وہ اپنے ماحول کو صاف کرنے کے لئے ہو اس پر عمل کرنے والی جماعت ہے۔ میں دعا

کرتا ہوں اور دیکھوں گا یہ کام میرا ہے۔ یہ بھی ایک کام ہی ہے کہ دیکھوں، آپ کی رپورٹیں پڑھوں کہ کتنے محلوں نے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔ ہفتے کو کل ہفتہ ہے نا، اگلا ہفتہ جو ہے اس کو یا ایک دو دن بعد اگر میں باہر ہوں تو میرے پاس پہلی رپورٹ آ جائے صفائی کے متعلق خدام وانصار کی طرف سے۔

اب یہ اتنا کام ماشاء اللہ ہوگیا ہے کہ جو ربوہ کے رضا کار ہیں وہ کچھ اپنی ضرورتوں کے لئے، کوئی ہوگا ایسا نالائق کہ جو ویسے کام سے بھاگ جاتا ہوگا لیکن ایک گھر میں بھی پچاس مہمان ٹھہرے ہوئے ہیں تو وہ ان کا بچہ اگر پانچ بچے ہیں اور دو غائب ہوگئے غیر حاضر ہوگئے جلسے کی ڈیوٹی سے تو دراصل تو جلسے کی ڈیوٹی سے وہ غیر حاضر نہیں ہوئے اگر وہ اپنے گھر میں کام کر رہے ہیں۔ بہرحال اگر وہ سارے آ بھی جائیں تب بھی یہ بڑا کام ہے اب خدا کے نام پر اور اسلام کے غلبہ کی باتیں سننے کے لئے اور سوچنے کے لئے اور دعائیں کرنے کے لئے اور عاجزانہ خدا کے حضور جھک کر خدا کو کہنے کے لئے کہ اے خدا ہم ایک ذرۂ ناچیز کی بھی حیثیت نہیں رکھتے مگر تیرے وعدوں پر یقین رکھتے ہیں اور اپنے وعدوں کے مطابق ہم سے سلوک کر اور اپنے لئے کچھ نہیں مانگتے تیری وحدانیت کو دنیا میں قائم کرنا چاہتے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور محبت کو دلوں میں گاڑنا چاہتے ہیں۔ اس میں کامیاب کر دے۔

اب بیرونی جماعتیں بھی رضا کار بھجواتی ہیں کافی تعداد میں۔ جو افسر جلسہ سالانہ ہیں انہوں نے صرف اتنا لکھ دیا ہے کہ چار پانچ رضا کار دیں۔ ظاہر ہے چار پانچ نہیں ان کا مطلب شاید چار پانچ ہزار ہو تو اس واسطے میں یہ کہوں گا کہ جتنے چاہیں اتنے آپ مہیا کر دیں لیکن ایسے بھیجیں کہ جو جذبہ رکھتے ہوں اور شوق رکھتے ہوں۔ رضا کارانہ کام جو ہے یہاں یہ باندھتا ہے۔ بہت سارے آدمی ہیں وہ بندھنا پسند نہیں کرتے۔ مثلاً ایک کا کام ہے بیٹھے رہو دفتر میں۔ میں آپ افسر جلسہ سالانہ رہا ہوں۔ مجھے ڈھونڈنا پڑتا تھا وہ مزاج کہ دفتر سے غیر حاضر نہیں ہونا مثلاً میں کبھی لنگر ایک میں جا رہا ہوں کبھی دو میں جا رہا ہوں، تین میں جا رہا ہوں۔ اگر دفتر میں جس کو میں نے بٹھا دیا ہے وہ بھی غیر حاضر ہو جائے تو باہر سے کوئی مہمان آئے گا وہ تو یہی کہے گا نا مجھے آ کے، شکایت کرے گا جی آپ کا دفتر خالی پڑا تھا اور میری راہنمائی کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ تو ایسے کام

بھی ہیں۔ پھر پیار سے کرنا ہے۔ باہر وہ فضا نہیں اس واسطے بعض لوگ پوری طرح تربیت یافتہ نہیں ہوتے۔ ویسے خدا کا فضل ہے جماعت بہت اچھی طرح تربیت یافتہ بھی ہے لیکن نئے آنے والے ہیں، نئے بچے جوان ہونے والے ہیں ان کو سمجھاؤ، ان کو پیار سے بتاؤ کہ اس قسم کا یہ کام ہے۔ خدا کے لئے کام کرنا ہے چند دن کا کام ہے، بڑی برکتوں والا کام ہے، بڑے انعام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتے ہیں۔ انسان انسانوں سے انعام لینے کے لئے بڑی تکالیف برداشت کر لیتا ہے اگر خدا تعالیٰ سے انعام لینا ہو تو یہ تکلیف کوئی تکلیف ہی نہیں۔ کیا تکلیف ہے کوئی تکلیف نہیں ہے۔ تو باہر کی جماعتیں بھی حسبِ ضرورت حسبِ مطالبہ تعداد جو ہے مطلوبہ تعداد میں رضا کار بھجوائیں سمجھدار، مستعد، دن رات جاگنے والے۔ یہ بھی لوگوں کو وہم ہے کہ اگر رات نہ جاگیں تو انسان کو پتا نہیں مر جاتا ہے یا کیا ہو جاتا ہے۔ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی زندگی میں تین دفعہ یہ سبق سکھایا ہے کہ اگر آدمی دو مہینے بھی نہ سوئے ٹھیک طرح تب بھی کچھ نہیں ہوتا۔ صحت اچھی ہو جاتی ہے خراب نہیں ہوتی۔ اس واسطے یہ جلسہ کیا؟ جلسہ کے تو ہر سال ساری رات کام بھی کیا، تھوڑا سا سو بھی لیا کیا فرق پڑتا ہے۔ گھر جا کے بے شک سو لینا اپنی ماؤں کے پہلوؤں میں پیار کروانا ان سے کہ ہم کام کر آئے ہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کی کوشش کرو یہاں کے رہنے والے بھی اور باہر سے آنے والے بھی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقائق کے سمجھنے کی اور ذمہ داریوں کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

(از رجسٹر خطبات ناصر غیر مطبوعہ)

❁❁❁